بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفکر اسلام حضرت مولانا ابو المحاسن سید محمد سجاد صاحبؒ

اور

جمعیۃ علماء ہند

اختر امام عادل قاسمی

ناشر

جمعیۃ علماء ہند دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو المحاسن محمد سجادؒ اپنے عہد کے ممتاز عالم دین، بلند پایہ مفکر، بے نظیر داعی انقلاب، اورانتہائی عظیم قومی، ملی اور سیاسی رہنما تھے، ان کے دل و دماغ کے تمام دروازے کھلے ہوئے تھے، وہ علم و عمل کا مجسمہ اور فکر وانقلاب کا پیکر تھے، ان کا علم زندہ، روحانیت مضبوط اور جذبۂ عمل طاقتور تھا، وہ نگاہ دوررس اور ذہن رسا کے مالک تھے، بصیرت دینی، فراست ایمانی اور تبحر علمی کے وہ عظیم شاہکار تھے، وہ اشیاء کے حقائق اور معاملات کی گہرائیوں تک پہونچنے والے رہنما تھے، ان کا تدبر بے نظیر اور تفکر عالمگیر تھا، وہ نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو کی زندہ مثال تھے، وہ اس عہد زوال میں انسانیت کے لئے رب کائنات کا بیش قیمت عطیہ تھے، جس عہد میں وہ پیدا ہوئے اور جہاں انہوں نے شعور وآگہی کی آنکھیں کھولیں اس میں ایسے ہی زندہ دل، بلند حوصلہ، تازہ دم اور پختہ کار رہنما کی ضرورت تھی۔۔۔۔

حضرت مولانا سجاد کی ملی خدمات کا دائرہ بے حد وسیع ہے، مولانا کی زندگی کا تقریباً پچیس (۲۵) سالہ عرصہ انہی خدمات میں صرف ہوا، جس میں زندگی کے ہر نشیب وفراز کا سامنا کیا، حصولیابیاں بھی دیکھیں اور محرومیاں بھی، بقول حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ:

> "سخت سے سخت مصیبتیں جھیلیں، لوگوں کی زبان سے گالیاں بھی سنیں اور پھر انہی کے ہاتھ سے پھولوں کے ہار بھی پہنے، ایسا بھی ہوا کہ گاؤں والوں نے تقریر نہیں کرنے دی اور گویا نکال دیا، اور یہ بھی دیکھا کہ مولانا کی سواری کے ساتھ دو دو کوس تک گاؤں والے خوشی میں نعرہ لگاتے دوڑتے چلے جارہے ہیں (حیات سجاد ص ۱۵)

ذہنی انقلاب- تدریس سے ملی قیادت کی طرف

مولانا فطری طور پر خالص مدرس تھے، فراغت کے بعد تقریباً اٹھارہ سال (۱۸) تک آپ مدارس اسلامیہ میں مصروف تدریس رہے، مولانا میں یہ ذہنی تبدیلی قریب ۱۹۰۸ء یا ۱۹۰۹ء سے شروع ہوئی، جب ان کا ایک انگریزی داں شاگرد زاہد حسین خان دریا آبادی (الٰہ آباد کا ایک محلہ) ان کو انگریزی اخبارات سے

دنیا کے حالات سناتا تھا، اور مولانا ان کو سن کر تڑپ تڑپ اٹھتے تھے، دل کے اسی اضطراب نے ان کا ذہنی رخ تبدیل کیا اور رفتہ رفتہ وہ کتابی دائرے سے نکل کر ملت کے وسیع میدان میں پہونچ گئے، روزروز ایک ہی سبق کی تکرار سے دلچسپی کم ہوتی چلی گئی، دنیا کے بدلے ہوئے حالات میں مدرسہ کا حصار انہیں تنگ محسوس ہونے لگا، بالآخر "انہوں نے وہ چیز پالی جس کی انہیں ضرورت تھی ،بلکہ زیادہ صحیح لفظوں میں اسی کے لئے وہ پیدا کئے گئے تھے"، پہلے ان کے سامنے صرف مدرسہ کے لوگوں کے مسائل تھے، اب ساری قوم بلکہ ساری انسانیت کا درد ان کا درد بن گیا":

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

ایک مرکز جامع کی تاسیس

چنانچہ اس ذہنی انقلاب کے بعد انہوں نے گیا پہونچ کر ایک ایسے مدرسہ کی بنیاد ڈالی، جو ان کی تعلیمات کا مرکز بھی تھا اور تحریکات کا منبع بھی۔

مولانا منت اللہ رحمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"مولانا نے گیا پہونچ کر قومی اور ملکی کاموں میں حصہ لینا شروع کر دیا، علماء کی تنظیم، جمعیۃ علماء کا قیام، تمام مدارس عربی میں ایک اصلاحی نصاب کا اجراء، امارت شرعیہ کی اسکیم وغیرہ یہ سب چیزیں مولانا کے دماغ نے گیا ہی میں پیدا کیں (حیات سجاد ص ۱۴،۱۳)

جمعیۃ علماء ہند کی تحریک اور مشکلات

مولانا سجاد صاحب غیر اسلامی ہندوستان میں نصب امیر کو مسلمانوں کا ملی فریضہ تصور فرماتے تھے، مگر اس کے لئے علماء کا اتحاد ضروری تھا، چنانچہ ۱۹۱۷ء سے بہت قبل ہی مولانا نے جمعیۃ علماء ہند کی تاسیس کا پروگرام بنایا، علماء کو خطوط لکھے، اور ملک کے مختلف حصوں کے دورے کئے، اور اس تعلق سے پیدا ہونے والے شبہات کے جوابات دیئے، ان مراسلات واسفار کے اخراجات آپ کے خصوصی مسترشد اور شہر گیا کی

متمول شخصیت مولانا قاضی احمد حسین صاحبؒ نے برداشت کئے، مگر علماء کے مسلکی اور نظریاتی اختلافات کی بنا پر کافی دشواریوں کا سامنا ہوا، مختلف الخیال اور مختلف المشرب علماء کو ایک جگہ جمع کرنا آسان نہیں تھا، علاوہ اکثر علماء کو سیاست سے دلچسپی نہیں تھی، بعض کے نزدیک تو یہ شجر ممنوعہ تھا، اور علماء کی شان کے منافی تصور کیا جاتا تھا،۔۔۔

مولانا شاہ محمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ:

"مولانا سجاد کی کوششوں اور افہام و تفہیم سے ضرورت تو بہت علماء محسوس کرنے لگے تھے، لیکن قابل عمل نہیں سمجھتے تھے (حسن حیات ص ۴۴ مرتبہ شاہ محمد عثمانی)

آپ کے اولین رفیق کار امیر شریعت ثانی حضرت مولانا شاہ محی الدین پھلورویؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"جمعیۃ علماء ہند کے قیام کے لئے ہندوستان کے اکثر صوبوں میں سفر کر کے علماء میں اس کی تبلیغ کی، اور لوگوں کو آمادہ کیا، لیکن عمل کی طرف پہلا قدم مولاناؒ کا تھا۔

(حیات سجاد ص ۶۹،۶۸ مضمون حضرت امیر شریعت ثانی مولانا شاہ محی الدین پھلواروی)

مولانا عظمت اللہ ملیح آبادی لکھتے ہیں:

"یہ وہ زمانہ تھا کہ ملک میں یا خیر خواہی اور وفاداری تھی یا خاموشی تھی یا گوشہ نشینی تھی، مولانا نے ہندوستان کے مختلف مقامات کا دورہ کیا، علماء صوفیاء اور تعلیم یافتہ لوگوں کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں، لوگ آپ کے مخلصانہ جذبات اور فداکارانہ عمل کو دیکھ کر تحریک حریت میں شریک ہوئے۔۔۔ اس وقت تک ہندوستان میں علماء کا کوئی باقاعدہ نظام نہ تھا، نہ علماء میں جماعتی زندگی کا احساس تھا، پوری فضائے ہند تنظیم علماء کی تحریک سے خاموش تھی، مولانا کو علماء کی جماعتی زندگی کا خیال آیا، اور ۱۹۱۷ء میں مدرسہ انوارالعلوم کے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر جمعیۃ العلماء بہار کی طرح ڈالی، اس کے دیکھا دیکھی دوسرے صوبوں میں بھی جمعیۃ علماء قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔

(حیات سجاد مصنفہ مولانا عظمت اللہ ملیح آبادیؒ ص ۲ تا ۵)

جمعیۃ علماء بہار کی تاسیس

آخر ایک روز مولانا محمد سجاد صاحبؒ نے قاضی احمد حسین صاحبؒ سے کہا کہ:

" علماء ہند کو جمعیۃ علماء کے قیام پر انشراح نہیں ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ گیا میں علماء بہار کا جلسہ بلاؤں"

قاضی صاحب نے اتفاق کیا، اور اجلاس کے انعقاد میں اپنا پورا تعاون پیش کیا، چنانچہ ۳۰/ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۵/ دسمبر ۱۹۱۷ء کو مدرسہ انوار العلوم گیا کے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر جمعیۃ علماء بہار کی بنیاد پڑی، اور اس کا صدر مقام مدرسہ انوار العلوم قرار پایا، اس کا ابتدائی نام " انجمن علماء بہار " رکھا گیا۔

(کتاب الفسخ والتفریق ص ۴۳ مصنفہ مولانا عبد الصمد رحمانیؒ ☆ تاریخ امارت شرعیہ ص ۴۱ مرتبہ: مولانا عبد الصمد رحمانی ☆ حسن حیات ص ۴۵ مرتبہ: شاہ محمد عثمانیؒ ☆ حیات سجاد ص ۶۸ مضمون حضرت امیر شریعت ثانی مولانا شاہ محی الدین پھلواروی ؒ)

حضرت علامہ مناظر احسن گیلانیؒ جو ان دنوں خانقاہ رحمانی مونگیر میں خدمت انجام دے رہے تھے، اور جب مولانا سجاد صاحبؒ اس فکر کو لے کر مونگیر تشریف لے گئے تھے، تو اس منظر کے عینی شاہد تھے، اور پھر خانقاہ رحمانی کی طرف سے جمعیۃ علماء بہار کے پہلے اجلاس میں شریک بھی ہوئے، ان کا بیان ہے کہ:

"ابھی (مونگیر میں مولانا گیلانیؒ کے قیام کو) چند مہینے ہوئے تھے، کہ وہی استھاواں کا الکن خطیب مونگیر اسی غرض سے آیا ہوا تھا کہ علماء کی منتشر اور پراگندہ جماعت کو ایک نقطہ پر خاص سیاسی خیالات کے ساتھ جمع کیا جائے، اس وقت تک دلی کی جمعیۃ العلماء کا خواب بھی نہ دیکھا گیا تھا، طے ہوا کہ صوبۂ بہار کے علماء کو پہلے ایک نقطہ پر متحد کیا جائے پھر بتدریج اس کا دائرہ بڑھایا جائے (حیات سجاد ص ۵۱ ارتسامات گیلانیہ)

امیر شریعت ثانی حضرت مولانا شاہ محی الدین پھلواروی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

" پہلا اجلاس ہندوستان میں جمعیۃ کا بنام انجمن علماء بہار شہر بہار میں بزمانۂ عرس حضرت مخدوم الملکؒ منعقد ہوا، اس کے بعد جمعیۃ علماء ہند قائم ہوئی، اور اس کے بعد مختلف صوبوں

میں شاخیں قائم ہوئیں، اور پھر علماء نے مستعد ہو کر کام شروع کر دیا، اور الحمدللہ کہ آج ہندوستان کے ہر صوبہ میں جمعیۃ علماء قائم ہے۔

(حیات سجاد ص ۶۹،۶۸ مضمون حضرت امیر شریعت ثانی مولانا شاہ محی الدین پھلواروی)

پر آشوب دور

یہ دور ملک وملت کے لئے انتہائی پر آشوب اور نازک تھا، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ وغیرہ مالٹا میں قید تھے، اور " علی برادران (مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علیؒ وغیرہ)، مولانا ابوالکلام آزادؒ اور بہت سے ہندو مسلم زعماء و قائدین بھی ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے تحت گرفتار اور نظر بند تھے، کیونکہ اتحادیوں (انگریز، اٹلی، یونان، امریکا اور فرانس) کی صف سے روس کے نکل جانے کی وجہ سے حکومت برطانیہ کو خطرہ ہو گیا تھا کہ ان کے دشمن ترکوں کو قوت حاصل ہو جائے گی (حسن حیات ص ۴۵ مرتبہ شاہ محمد عثمانیؒ)

جمعیۃ علماء بہار کا پہلا اجلاس

قیام انجمن کے بعد مولانا سجادؒ نے اس کو عملی صورت دینے کے لئے باقاعدہ ایک اجلاس عام منعقد کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے مسلمانوں کے مشہور تاریخی شہر بہار شریف کا انتخاب فرمایا، حضرت مخدوم الملک شاہ شرف الدین احمد منیری قدس سرہ کے عرس کی مناسبت سے ۶،۵/ شوال ۱۳۳۶ھ مطابق ۱۵،۱۴/ جولائی ۱۹۱۸ء کی تاریخ طے کی گئی، حضرت مولاناؒ کی خواہش پر جناب سید محمد قاسم صاحبؒ متولی صغریٰ وقف اسٹیٹ بہار شریف نے مدرسہ عزیزیہ بہار شریف میں جلسہ کرنے کی اجازت دے دی، استقبالیہ کمیٹی کے صدر آپ کے تلمیذ ارشد مولانا اصغر حسین بہاریؒ مقرر ہوئے، اس کے بعد صوبۂ بہار کے تمام ہی مقتدر علماء ومشائخ اور دینی اداروں کو دعوت نامے ارسال کئے گئے، طوطیٔ ہندوستان حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواروی ؒ اس پہلے اجلاس کے صدر قرار پائے۔۔۔

اکثر علمی اور ملی حلقوں میں اس دعوت کو پذیرائی ملی، مقررہ تاریخ پر یہ اجلاس نہایت تزک واحتشام کے ساتھ مدرسہ عزیزیہ کے وسیع وعریض صحن میں منعقد ہوا جس میں ہر مکتب فکر کے علماء کی نمائندگی شامل تھی، تقریباً پچاس (۵۰) ممتاز علماء وصوفیاء و قائدین ملت نے شرکت کی، علاوہ عوام وخواص کا ایک جم غفیر تھا جو حد نگاہ پھیلے ہوئے شامیانوں کے اندر اور باہر پھیلا ہوا تھا، (محاسن سجاد ص ۲۵، ۲۴ مضمون مولانا اصغر حسین بہاریؒ صدر مجلس استقبالیہ اجلاس اول جمعیۃ علماء بہار ☆ وحیات سجاد ص ۵۱ مضمون علامہ مناظر احسن گیلانیؒ شریک اجلاس بحیثیت نمائندہ خانقاہ رحمانی مونگیر)

حضرت شاہ سلیمان پھلواروی اس اجلاس میں کلیدی شخصیت کے حامل تھے، مجلس قائمہ میں تجاویز کی منظوری کے وقت ان کو بعض جزئیات سے اختلاف ہوا (بقول علامہ گیلانیؒ) غالباً حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی رہائی کے مطالبہ کی تجویز سے ان کو اتفاق نہیں تھا (جو ان دنوں مالٹا میں قید تھے)۔ مگر اس کا سبب کوئی مسلکی اختلاف نہیں بلکہ حکومت وقت کا خوف تھا، لیکن مولانا سجادؒ کی نگاہ بہت دوررس تھی، وہ اس تجویز کو ہر حال میں شامل کرنا چاہتے تھے، مگر شاہ صاحبؒ کو بھی اپنی رائے پر اصرار تھا، آخر اچانک عین وقت پر اجلاس کی صدارت سے معذرت کردی، اور معاملہ نازک صورت حال اختیار کر گیا ، مولانا گیلانیؒ کا بیان ہے کہ:

"ہم لوگ حضرت مولانا سجاد صاحبؒ کی رفاقت میں شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یاد ہے اس وقت کا فقرہ اس لئے ذکر کردیا، علماء اس وقت تک حکومت مسلطہ سے کس درجہ خوف زدہ کردیئے گئے تھے، شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ بھائی تم لوگوں کو کیا، آزاد ہو جو چاہو کہو، لیکن اولڈ ہم (شاید پٹنہ کے کسی انگریز کمشنر کا نام تھا) کی گرم نگاہوں کا مقابلہ تو مجھے کرنا پڑتا ہے، مگر ہم لوگوں کی منت وسماجت سے شاہ صاحبؒ راضی ہوگئے، جلسہ میں تشریف لائے اور خطبۂ صدارت بجائے تحریر کے تقریر کے ذریعہ سے پڑھا گیا، خاکسار کے شباب کا زمانہ تھا، جوش وخروش میں خوب دھواں دھار تقریریں کی گئیں۔۔۔ جلسہ بہت کامیاب رہا، علماء اور مہمانوں کی پر تکلف ضیافت کا انتظام وقف اسٹیٹ کی جانب سے کیا گیا۔

(حیات سجاد ص ۵۱، ۵۲ مضمون علامہ مناظر احسن گیلانیؒ شریک اجلاس بحیثیت نمائندہ خانقاہ رحمانی مونگیر)

اس اجلاس میں جو اہم تجاویز منظور ہوئیں ،ان میں علماء کے فرائض منصبی کی یاددہانی ،بلاخوف ملامت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ادائیگی،ایک قومی بیت المال کا قیام ، اوقاف کی اصلاح ، قربانی اور دیگر شعائر اسلام کی حفاظت ،اوراس سلسلے کی رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش وغیرہ کے علاوہ حضرت شیخ الہندؒ، مولانا ابوالکلام آزادؔ ،اور علی برادران وغیرہ اسیر ان فرنگ کے مطالبۂ رہائی کی تجاویز منظور کی گئیں۔

(حسن حیات ص ۴۵ مرتبہ شاہ محمد عثمانیؒ)

جمعیۃ علماء ہند کا قیام

حضرت مولانا سجاد صاحبؒ جمعیۃ کو صرف بہار کی حدتک محدود رکھنا نہیں چاہتے تھے، حسن اتفاق ۲۹ / صفر المظفر ۱۳۳۸؁ھ مطابق ۲۳ / نومبر ۱۹۱۹؁ء کو دہلی میں جشن صلح کے موقعہ پر خلافت کانفرنس ہونے والی تھی، جس میں ہر مکتب فکر ونظر کے افراد بڑی تعداد میں شریک ہورہے تھے، مولانا عبدالباری اور مولانا محمد سجاد صاحب تحریک خلافت کے بنیادی لوگوں میں تھے ان حضرات نے فیصلہ کیا کہ اس موقعہ پر الگ سے کوئی نشست کرکے جمعیۃ علماء کی عملی تشکیل کی کوشش کی جائے گی۔

۲۳ / نومبر ۱۹۱۹؁ء کو دہلی میں خلافت کمیٹی کی پہلی کانفرنس زیر صدارت شیر بنگال جناب فضل الحق صاحب منعقد ہوئی، اس اجلاس میں اس قدر ہجوم تھا کہ چاندنی چوک سے جامع مسجد تک کا راستہ طے کرنے میں دو گھنٹے صرف ہو جاتے تھے، اجلاس میں تمام صوبوں سے صرف خلافت کمیٹی کے قائم مقام حضرات شریک ہوئے تھے ، اس میں مہاتما گاندھی اور کئی غیر مسلم قائدین نے بھی شرکت کی تھی، یہ ہندو مسلم اتحاد کا شاندار مظاہرہ تھا، چنانچہ یہ تحریک خلافت بعد میں تحریک آزادی میں تبدیل ہوگئی۔

(تحریک خلافت ص ۱۰۳ مرتبہ: قاضی عدیل عباسی)

اس میں بہار سے صوبائی ذمہ دار کی حیثیت سے حضرت مولانا محمد سجادؒ بھی شریک ہوئے، کانفرنس کے اختتام پر چند مخصوص علماء کا خفیہ اجتماع بوقت صبح دہلی کے مشہور بزرگ سید حسن رسول نماؒ کی درگاہ پر مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ کے زیر قیادت منعقد ہوا، تمام حاضرین نے جن کی تعداد دس بارہ (۱۲) سے زائد

نہ تھی جمعیۃ کے قیام سے اتفاق کیا، جلسہ کا آغاز مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امر تسری کی تحریک اور مولانا منیر الزماں اسلام آبادی وغیرہ کی تائید سے ہوا (جمعیۃ علماء ہند پر ایک تاریخی تبصرہ، ص ۴۴ مرتبہ مولانا حفیظ الرحمن واصف)

تمام حضرات نے اپنے اپنے خیالات پیش کئے، مولانا ابو المحاسن محمد سجاد نے بھی ایک مختصر تقریر فرمائی، سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب کے الفاظ میں:

"اس تقریر کا ایک ایک لفظ مولانا کے جذبات ایمان کا ترجمان تھا، حاضرین کی تعداد اگرچہ دس بارہ آدمیوں سے زیادہ نہ تھی، لیکن کوئی آنکھ اور کوئی دل ایسا نہ تھا جس نے اثر قبول نہ کیا ہو۔

(حیات سجاد ص ۱۰۱، مضمون مولانا احمد سعید دہلوی)

اسی دن شام میں جمعیۃ علماء کی باقاعدہ تشکیل کے لئے علماء کا اجتماع ہوا جس کو ہم دوسری نشست کہہ سکتے ہیں، اس میں نسبتاً زیادہ لوگ شریک ہوئے، اس میں تقریباً تیس (۳۰) علماء شریک ہوئے۔

(حسن حیات ص ۴۸)

جمعیۃ علما ہند کا پہلا اجلاس

جمعیۃ علماء ہند کا پہلا اجلاس مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ کی دعوت پر امر تسر میں ۵ / ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۸ / دسمبر ۱۹۱۹ء میں منعقد ہوا اجلاس کی صدارت حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلیؒ نے فرمائی۔

(علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے ص ۲۰۷ مرتبہ مولانا مفتی محمد میاں صاحب)

حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحبؒ بھی اس میں قائدانہ طور پر شریک ہوئے، اور مجمع کو اپنے افکار عالیہ سے مستفید فرمایا، مولانا احمد سعید دہلویؒ لکھتے ہیں:

"جمعیۃ علماء کے اس پہلے اجلاس میں بھی حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجاد مرحوم شریک ہوئے، اور انہوں نے اپنے خیالات کا پھر اعادہ فرمایا (حیات سجاد ص ۱۰۲، مضمون مولانا احمد سعید دہلوی)

اس اجلاس میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کی رہائی سے متعلق ایک تجویز منظور کی گئی، اسی اجلاس میں جمعیۃ علماء کا دستور اساسی بھی پیش کیا گیا، طے پایا کہ علماء کی رائے عامہ معلوم کرنے

کے لئے دستور کو شائع کر دیا جائے، اور آئندہ سال (۱۹۲۰ء) دہلی میں اجلاس عام ہو اور اس میں لوگوں کی آراء کے ساتھ یہ دستور پیش کیا جائے، اسی اجلاس کے موقعہ پر جمیعۃ علماء کی ایک مجلس منتظمہ تشکیل دی گئی، جس میں مختلف علاقوں اور حلقوں سے درج حضرات کے اسماء گرامی شامل تھے:

دہلی:- مفتی کفایت اللہ، مولانا احمد سعید، حکیم اجمل خان۔

یوپی:- مولانا عبد الماجد بدایونی، مولانا سید محمد فاخر الہ آبادی، مولانا سلامت اللہ، مولانا حسرت موہانی، مولوی مظہر الدین۔

بنگال:- مولانا محمد اکرم خان (کلکتہ)، مولانا منیر الزماں اسلام آبادی (چاٹگام)

بہار:- مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ، مولانا رکن الدین، مولانا خدا بخش مظفر پوریؒ۔

سندھ:- پیر تراب علی، مولانا عبد اللہ، مولانا محمد صادق۔

پنجاب:- مولانا ثناء اللہ امر تسری، مولانا سید محمد داؤد، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی۔

بمبئی:- مولانا عبد اللہ، مولانا عبد المنعم، مولانا سیف الدین، حکیم یوسف اصفہانی (حسن حیات ۵۱)

جمیعۃ علماء ہند کا دوسرا اجلاس عام

جمیعۃ علماء ہند کا دوسرا سالانہ اجلاس عام دہلی میں بتاریخ ۷ تا ۹ / ربیع الاول ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹ تا ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء زیر صدارت حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ منعقد ہوا، مجلس استقبالیہ کے صدر حکیم اجمل خان صاحب تھے (حسن حیات ص ۵۳ ☆ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی - ایک سیاسی مطالعہ ص ۵۰ مرتبہ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری) اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں پورے ملک سے علماء کی نمائندگی تھی، بقول مولانا احمد سعید دہلویؒ "ہندوستان کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا، جہاں سے علماء تشریف نہ لائے ہوں پانچ سو (۵۰۰) سے زائد علماء شریک ہوئے (حیات سجاد ص ۱۰۳)

ترک موالات پر متفقہ فتویٰ علماء ہند

اس اجلاس میں برطانوی حکومت کے خلاف عدم تعاون کی مفصل تجویز بھی منظور ہوئی، یہ تجویز حضرت مولانا سجادؒ نے مرتب کی تھی۔

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ لکھتے ہیں:

"عدم تعاون کی تجویز کے سلسلے میں جو فتویٰ مرتب کیا گیا، اور جس کا نام آگے چل کر پانچ سو (۵۰۰) علماء کا متفقہ فتویٰ ہوا وہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحبؒ کا مرتب کیا ہوا تھا۔۔۔ اس فتویٰ سے مولانا کے اس تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے، جو مولانا کو قدرت کی جانب سے عطا ہوا تھا" (حیات سجاد ص ۱۰۲)

مولانا شاہ محمد عثمانی صاحبؒ کا بیان ہے کہ:

"اس فتویٰ سے عام مسلمان جوش سے بھر گئے، برطانوی مالوں کا مقاطعہ ہوا، اسکول اور کالج چھوڑ دیئے گئے، لیکن سرکاری ملازمتوں سے کم لوگ دستبردار ہوئے۔

(مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد-حیات وخدمات ص۱۲۹، ۱۲۸ مضمون مولانا شاہ محمد عثمانی)

تقریر بے نظیر

☆ ظاہر ہے کہ اجلاس عام میں بھی آپ نے اظہار خیال فرمایا ہوگا، لیکن مولانا احمد سعید دہلوی صاحبؒ کا بیان ہے کہ:

"جمعیۃ علماء کے اس تاریخی اجلاس کی سبجیکٹ کمیٹی میں بھی مولانا نے ایک تقریر فرمائی تھی، اور وہ تقریر اپنی آپ ہی نظیر تھی (حیات سجاد ص ۱۰۲)

تجویز امارت شرعیہ فی الہند

☆۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کی صدارت میں جمعیۃ علماء ہند کا تیسرا اجلاس ہوا، اس

میں مولانا سجاد کی کوششوں سے امارت شرعیہ فی الہند کی تجویز باتفاق رائے منظور کی گئی، مولانا احمد سعید صاحب رقمطراز ہیں:

"جمعیۃ علماء نے جو تجویز امارت شرعیہ کے سلسلے میں پاس کی تھی، وہ بھی انہی کی سعی کا نتیجہ تھا"

(حیات سجاد ص ۱۰۵)

مسودۂ فرائض واختیارات امیر شریعت

☆۱۹۲۱ء میں جمعیۃ علماء ہند کی مجلس منتظمہ نے" مسودۂ فرائض واختیارات امیر شریعت" اور "نظام نامہ امارت شرعیہ فی الہند" تیار کرنے کی تجویز منظور کی ،ان میں "مسودۂ فرائض واختیارات امیر الشریعۃ فی الہند" کوایک سب کمیٹی نے تیار کیا جس کے ارکان درج ذیل حضرات تھے:

☆مولانا مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند۔

☆مولانا ابو المحاسن محمد سجاد صاحب

☆مولانا سبحان اللہ صاحب

☆مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب

☆مولانا محمد فاخر الہ آبادی صاحب

☆مولانا عبد الماجد صاحب

☆اور مولانا عبد الحلیم صاحب صدیقی نائب ناظم جمعیۃ علماء ہند۔

ارکان کمیٹی کے علاوہ مولانا سید سلیمان ندویؒ، مولانا فرخند علی وغیرہ تیرہ(۱۳) علماء اور بھی شامل تھے،اس مجلس نے ۲۰ / نومبر ۱۹۲۱ء کو لاہور میں یہ مسودہ تیار کیا، یہ کل چار (۴) صفحات کا مسودہ ہے، جس میں ایک صفحہ پر شرکاء کے نام اور تین (۳) صفحات پر تجاویز ہیں۔

نظام نامۂ امیر شریعت

جب کہ "مسودہ نظامنامۂ امیر الشریعۃ فی الہند" کو حضرت مولانا محمد سجاد صاحب نے تنہا مرتب

فرمایا تھا، یہ دس(۱۰) صفحات پر مشتمل ہے اور مسودۂ فرائض کے مقابلے میں زیادہ مفصل اور جامع ہے۔

ان دونوں مسودات کا مجموعہ جمعیۃ علماء ہند نے حمیدیہ پریس دہلی سے چھپوا کر شائع کیا۔

امارت شرعیہ اور جمعیۃ علماء ہند

☆امارت شرعیہ کا قیام مولانا سجادؒ کے نصب العین میں شامل تھا، مولاناؒ نے جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے ہی قیام امارت شرعیہ کی تحریک شروع کی، جمعیۃ کے اجلاس عام میں اس کو منظور بھی کرایا اور اکابر جمعیۃ کی تائید بھی اسے حاصل رہی، لیکن مرکزی سطح پر بعض وجوہات سے انتخاب امیر کا مسئلہ حل نہیں ہو سکا، تو مولانا سجادؒ نے صوبہ بہار میں امارت شرعیہ کی بنیاد ڈال دی، بہار کا یہ اجلاس جس میں امیر شریعت کا انتخاب ہوا یہ بھی جمعیت العلماء کے ہی زیر اہتمام منعقد ہوا تھا، اور مرکز (دہلی) سے جمعیۃ کے نمائندہ حضرات شریک ہوئے تھے، اس کے بعد بھی عرصہ تک امیر شریعت کے انتخاب کے موقع پر اکابر جمعیۃ کی شرکت ہوا کرتی تھی، مولانا سجاد کو بہار کا نائب امارت شریعت رہتے ہوئے ہی جمعیۃ علمائے ہند کا ناظم مقرر کیا گیا تھا اور انتقال کے وقت بھی مولانا ان دونوں عہدوں پر فائز تھے۔

گیا میں عظیم الشان جمعیۃ کانفرنس

گیا(بہار)(جو اصلاً مولانا سجادؒ کا فکری دارالسلطنت تھا) میں خلافت اور کانگریس کے اجلاس کے ساتھ جمعیۃ علماء ہند کی بھی عظیم الشان کانفرنس ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ مطابق دسمبر ۱۹۲۲ء میں حضرت مولانا محمد سجاد صاحبؒ کی سرپرستی میں منعقد ہوا، جس کی صدارت حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانیؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے فرمائی، مولانا ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوریؒ مجلس استقبالیہ کے صدر تھے، گیا کانگریس کے اجلاس کے صدر مسٹر سی آر داس تھے، یہ جلسے مولانا سجاد کی خوش ذوقی، فنکارانہ مہارت، اور انتظامی صلاحیت کی آئینہ دار تھی، علامہ مناظر احسن گیلانیؒ رقمطراز ہیں:

"اسی کا اعتراف نہیں، بلکہ اس کا بھی کہ سارے ہندوستان کا سب سے نمایاں اجلاس جمعیۃ علماء گیا کا اجلاس تھا، اور جمعیۃ علماء گیا کا اجلاس صرف ایک واحد شخصیت (حضرت

مولانا سجاد) کی عملی قوتوں کا مظہر تھا (محاسن سجاد ص ۵۵ ارتسامات گیلانیہ)

گیا کانفرنس کا منظر جمیل

یہاں کے پروگراموں کی چشم دید کہانی حضرت مولانا محمد سجادؒ کے سیاسی ناقد جناب راغب احسن صاحب ایم اے جنرل سیکریٹری کلکتہ مسلم لیگ کی زبانی ملاحظہ فرمائیے:

"حضرت مولانا محمد سجادؒ کو پہلی دفعہ اور یہ آخری دفعہ بھی تھا، میں نے گیا کانگریس ۱۹۲۲ء کے موقعہ پر جمعیۃ علماء ہند کے عظیم الشان پنڈال میں دیکھا تھا، گیا کانگریس کا اجلاس زیر صدارت مسٹر سی آر داس ہو رہا تھا، سوراج پارٹی کی بنیاد پنڈت موتی لال نہرو، داس اور حکیم اجمل خان مل کر ڈال رہے تھے، گیا میں اس موقعہ پر آل انڈیا خلافت کانفرنس اور جمعیۃ علماء ہند کی سالانہ کانفرنسیں بھی ہو رہی تھیں، دسمبر کا مہینہ تھا، کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا تھا، کانگریس، خلافت اور جمعیۃ کے پنڈال دریائے پھلگو کے کنارے شہر سے باہر ریت کے ٹیلوں اور خوبصورت پہاڑیوں کے دامن میں قائم تھے، کانگریس اس وقت بھی سرمایہ دار ہنود کی مجلس تھی، اس کا پنڈال ہندو طرز تعمیر کا نمونہ تھا، صدر گیٹ، دروازے، اور اس کے ستون بدھسٹ طرز تعمیر کے مطابق بنائے گئے تھے، اس کا ظاہر و باطن کاملاً ہندو تھا، اس کی تعمیر پر ہزاروں ہزار روپیہ خرچ کیا گیا تھا۔

اس کے بالکل برعکس جمعیۃ علماء ہند کا پنڈال اسلامی سادگی، نفاست، اور جدت، اور انڈو سارا سینک (Indo Sara Cenic) عربی ہندی طرز تعمیر کی رعنائیوں کا آئینہ دار تھا، اس کے عالیشان صدر پھاٹک اور داخل و خارج ہونے کے دروازوں پر عربی حروف میں معنیٰ خیز آیات قرآنی درج تھے، مسلمانوں کے علاوہ ہزاروں لاکھوں ہندو روزانہ جمعیۃ علماء کے پنڈال کو آکر دیکھتے اور تعریف کرتے تھے، جو کلمہ سب کی زبانوں پر عام تھا وہ یہ تھا کہ باوجود سادہ اور کم خرچ ہونے کے جمعیۃ کا پنڈال کانگریس کے پنڈال سے ہزار درجہ زیادہ آرام دہ، زیادہ روشن و فراخ، زیادہ حسین و جمیل، اور زیادہ عالیشان، زیادہ پر شکوہ تھا، اور یہ سب کچھ مولانا سجاد کی اعلیٰ تعمیری صلاحیت کا نتیجہ تھا، مجھے معلوم تھا کہ مولانا نے یہ سارا انتظام انتہائی بے سروسامانی، بے مائیگی، اور پریشانی کے عالم میں اور قلیل ترین وقت یعنی صرف چند دنوں کے اندر کیا تھا، گیا کی جمعیۃ علماء

کانفرنس اور خلافت کانفرنس کی اصل روح رواں ،دماغ ،مدبر،اور مرکزی شخصیت مولانا سجاد کی ذات تھی،مولانا سجاد نے محض چند گنے ہوئے دنوں کے اندر جمعیۃ علماء اور خلافت کانگریس کے متعلق جملہ انتظامات باوجود غربت وافلاس اور بے سروسامانی کے اتنے اعلیٰ پیمانہ اور بہترین بلکہ نادرترین انداز پر کیا تھا، کہ ہندو مسلم اکابر کی نگاہیں بے اختیار مولانا پر مرکوز ہو رہی تھیں،اور سب کی زبانیں اس حقیقت کے اعتراف میں ہم آواز تھیں کہ:

"مولانا سجاد کو ہندوستان کا گورنر جنرل بنانا موزوں ہو گا"

"گیا کانگریس نے ملک کی ایک نادراور حیرت انگیز تنظیمی طاقت کا انکشاف کیا ہے،مولانا حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف صاحب قادری داناپوریؒ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس استقبالیہ کے صدر تھے،آپ نے مولانا سجاد کی انتظامی صلاحیت کا اعتراف کرتے ہوئے کھلے اجلاس میں فرمایا تھا کہ:

> "مولانا سجاد نے مسلمانوں کی عظیم الشان تنظیمی اور سیاسی کاروائی کا جو ثبوت دیا ہے،وہ اس درجہ بلند ہے کہ سوراج ملنے کے بعد مولانا کو ہندوستان کا گورنر اور گورنر جنرل بنانا موزوں ہو گا،کیونکہ وہ ایک نئے ہندوستان کے نئے خیالات واصول کے مطابق تعمیر کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں"

حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند صدر اجلاس نے جو خود بھی بڑے منتظم بزرگ تھے،اس خراج تحسین کی تائید فرمائی تھی۔

اسی اجلاس گیا کے موقعہ پر مجھے مولانا مرحوم کی تقریر سننے کا پہلا موقعہ ملا تھا،اور یہ محسوس ہوا تھا کہ وہ صاحب بیان نہیں بلکہ صاحب عمل بزرگ ہیں۔

مولانا سجاد نہ صرف ایک بڑی تنظیمی صلاحیت رکھنے والے بزرگ تھے،بلکہ جدید(Qriginal) خیالات وافکار رکھنے والے ایک معمار اور خلاق بھی تھے،وہ صرف منتظم اور مدبر نہیں تھے،بلکہ مفکر، مجتہد اور آرٹسٹ بھی تھے،اور کوئی اول درجہ کا معمار اور آرٹسٹ نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ وہ اعلیٰ درجہ کی قوت

تخییل اوراعلیٰ درجے کی قوت تخلیق نہ رکھتاہو،اور گیاکے ملی مجالس اوراس کے متعلقہ انتظامات ان کی اعلیٰ قوت تخییل اوراعلیٰ تخلیق کے مخلوقات فکر وعمل تھے،مولاناکی شخصیت میں بیک وقت اعلیٰ درجہ کی انتظامی صلاحیت اور عملی طاقت کے ساتھ نئے نئے خیالات وتعمیرات کے عدم سے وجود میں لانے کی تخلیقی قوت بھی جمع تھی،وہ نہ صرف حسب موقع نئے خیالات کو قبول کرسکتے تھے،بلکہ نئے خیالات کی آفرینش کی بھی قوت رکھتے تھے،اوراس سے بھی زیادہ یہ کہ وہ اپنے نئے خیالات کے مطابق ایک نئی دنیاکی تعمیر بھی کرسکتے تھے اجلاس گیاکے موقعہ پر ہر چیزاور ہر انتظام پر مولاناسجاد کی تخلیقی شخصیت اوراجتہادی آرٹ کاچھاپ صاف نمایاں تھا (محاسن سجادص ۱۰۲تا۱۰۵)

اجلاس جمعیۃ علماءہند مرادآباد کی صدارت

☆جمعیۃ العلماء کے چھٹے اجلاس عام(۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء) مرادآباد کی صدارت آپ نے قبول فرمائی،جمعیۃ کے اراکین وذمہ داران اس پر اس قدر مسروراور جذبہ ءامتنان سے لبریز تھے کہ اجلاس عام میں باضابطہ آپ کے لیے تجویز شکریہ منظور کی گئی،جوکہ ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔چنانچہ اجلاس کی تجویز نمبر۲۹ اس طرح ہے۔

"جمعیۃ علمائے ہندکایہ اجلاس حضرت مولاناابوالمحاسن محمد سجاد صاحب نائب امیر شریعت صوبہ بہار واڑیسہ صدر اجلاس جمعیت علمائے ہند مرادآباد کی خدمت میں اپنامخلصانہ شکریہ پیش کرتاہے کہ حضرت ممدوح نے اجلاس کی صدارت ورہنمائی فرماکراس کوعزت بخشی،حق تعالی مولاناکواجر جزیل عطافرمائے"

(تجاویز:۲۹)

ادارۂ حربیہ کے سربراہ

☆۱۹۲۹ء میں انگریزوں کے خلاف کانگریس کی سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوئی توجمعیۃ علماء ہندنے بھی اپنے اجلاس مجلس عاملہ (۱۲،۱۱/اگست ۱۹۲۹ء مرادآباد)میں سول نافرمانی کاپروگرام منظور کیا، پھرجمعیۃ علماءہندنے اپنے دسویں اجلاس عام(۳۱/مارچ تایکم اپریل ۱۹۳۱ء کراچی)میں ایک تجویز کے ذریعہ

سول نافرمانی کی تحریک کو جاری رکھنے اور رضاکاروں کی بھرتی کا پروگرام منظور کیا، سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ جو لوگ سول نافرمانی کی تحریک میں گرفتار ہوتے تھے، جیل کی سزا کے ساتھ ان کی جائداد بھی ضبط کرلی جاتی تھی، اور بڑے بڑے جرمانے عائد کئے جاتے تھے، جس کی وصولی کے لئے ان کی جائیدادوں کو نیلام کردیا جاتا تھا(- مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد-حیات وخدمات ص ۱۲۹ مضمون مولاناشاہ محمد عثمانی)اس لئے اس بار تحریک چلانا سخت دشوار معلوم ہورہا تھا، پورے ملک میں اس تحریک کو چلانے کے لئے ایک مستقل نظام کی ضرورت تھی، چنانچہ جمعیۃ علماء ہند نے اس کے لئے ایک خفیہ ادارہ "ادارۂ حربیہ" قائم کیا، کانگریس نے اس کے لئے "جنگی کونسل" قائم کیا تھا، اس نظام کے سربراہ کو جمعیۃ اور کانگریس دونوں جگہ "ڈکٹیٹر" کہا جاتا تھا، اس ادارۂ حربیہ کے پورے نظام کے قائد وکلید بردار حضرت مولانا محمد سجادؒ تھے، مولانا محمد میاں صاحب کے الفاظ میں:

> "جمعیۃ علماء ہند کے صدر مفتی اعظم حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب اور ناظم اعلیٰ سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب تھے، مگر وہ ڈاکٹر جس کو بہت سے انجکشن دیئے گئے تھے، ابوالمحاسن مولانا سجاد صاحب (نائب امیر شریعت صوبہ بہار) تھے، رحمہم اللہ، ادارۂ حربیہ کے کلید بردار یہی حضرت تھے(مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن-ایک سیاسی مطالعہ ص ۱۳۹ تا ۱۴۵ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری، ناشر فرید بک ڈپو، ۲۰۱۱ء)

آپ کے شریک کار اوراس نظام میں آپ کے دست راست مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ لکھتے ہیں:

> "جمعیۃ علماء ہند نے اس اکیس سالہ سیاسی دور میں ہندوستان کے اندر اسلام کی سربلندی اور ملک ووطن کی آزادی کے لئے برٹش حکومت کے مقابلہ میں جب بھی "دائرۂ حربیہ" قائم کرکے سول نافرمانی کا آغاز کیا، تو ہمیشہ مولانائے موصوف ہی اس ادارہ کے امیر یا انچارج مقرر ہوئے اور مولانا نے اس بے سروسامان مجلس کے جھنڈے کے نیچے ہندوستان کے مختلف صوبوں کے ہزاروں مسلمانوں کی بہترین قیادت انجام دی اور دائرۂ حربیہ کے کام کو اس خوبی سے انجام دیا کہ اس سے بہتر اس اہم اور مشکل مہم کو

انجام دینا دوسروں کے لئے بہت مشکل تھا" (حیات سجاد ص ۱۵۰ مضمون مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ)

مدح صحابہ ایجی ٹیشن کی قیادت

☆ لکھنؤ میں مدح صحابہ ایجی ٹیشن بھی جمعیۃ علماء ہند کی اسی پالیسی کا حصہ تھا، جس میں سول نافرمانی کرکے اہل سنت کی طرف سے گرفتاریاں پیش کی جاتی تھیں، جس کی قیادت حضرت مدنیؒ اور حضرت سجادؒ نے کی، (اس موقعہ کے کئی واقعات مولانا نعمانیؒ نے نقل فرمائے ہیں۔

(محاسن سجاد ص ۶۱، مضمون مولانا منظور احمد نعمانیؒ)

یوم فلسطین کی تجویز

☆ خلافت عثمانیہ کے زوال کے بعد فلسطین کا مسئلہ پیچیدہ ہو گیا، اعلان بالفور کے ذریعہ فلسطین میں ایک نئی یہودی مملکت قائم کرنے کا منصوبہ سامنے آیا تو یہ مسئلہ اور بھی زیادہ حساس ہو گیا، ان حالات میں ۳/ اگست ۱۹۳۸ء کو جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ نے سول نافرمانی کی تجویز منظور کی، جو دراصل مولانا محمد سجاد صاحب کی تحریک پر پیش کی گئی تھی (جمعیۃ علماء کیا ہے؟ ص مرتبہ: مولانا سید محمد میاں صاحب، مطبوعہ الجمعیۃ بکڈپو) مولانا نے امارت شرعیہ کی طرف سے بھی پورے صوبے میں اس کے خلاف احتجاجی جلوس نکالنے کی ہدایت جاری فرمائی، جمعہ ۳/ ستمبر ۱۹۳۸ء کو یوم فلسطین منایا گیا (امارت شرعیہ دینی جدوجہد کا روشن باب ص ۲۱۱)

شاردا ایکٹ کے خلاف احتجاج

☆ ملک میں جب شاردا ایکٹ (تحدید عمر ازدواج اور سول میرج قانون) نافذ ہوا، جس میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے شادی کی عمر کی تحدید کی گئی تھی، تو مولانا سجاد نے الجمعیۃ اور جریدۂ امارت میں اس کے خلاف مضامین لکھے، اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ اگر حکومت ان کا مطالبہ تسلیم نہ کرے تو اس قانون کی نافرمانی کریں، چنانچہ جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کے اجلاس (۱۲،۱۱/ اگست ۱۹۲۹ء مرادآباد) میں اس کے خلاف زبردست احتجاج کیا گیا۔ اور اس کو مذہب میں مداخلت کے ہم معنیٰ قرار دیا گیا، پھر جمعیۃ علماء ہند کے نواں اجلاس عام (۳ تا ۶/ مئی ۱۹۳۰ء امروہہ) میں شاردا ایکٹ کے خلاف سخت تجویز منظور کی گئی۔

(مولانا محمد سجاد-حیات وخدمات ص ۱۳۲،۱۳۱ مضمون مولانا شاہ محمد عثمانی)

جمعیۃ علماء کے اس فیصلہ کے بعد حضرت مولانا سجاد صاحب کے ایما پر گیا میں قانون شکنی کے عنوان سے ایک "متحدہ کانفرنس" ہوئی، جس میں علی الاعلان قانون شکنی کے مظاہرے کیے گیے، جس میں خود مولانا سجاد بھی بہ نفس نفیس شریک ہوئے، مولانا شاہ محمد عثمانی صاحب نے اس اجلاس کا آنکھوں دیکھا حال نقل کیاہے کہ:

"چند نوجوان ایسی لڑکیوں سے شادی کرناچاہتے تھے، جن کی عمریں قانون کی مقرر کردہ حد سے کم تھیں، لیکن وہ یتیم لڑکیاں تھیں ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا مولانا نے ان کا نکاح پڑھایااور مطبوعہ فارم پر یہ لکھ کر کہ "ہم نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے، کیوں کہ ہم انگریزی حکومت کواس کا حق دینا نہیں چاہتے کہ وہ مسلمانوں کے معاملہ میں دخل دے، اوریہ کہ نکاح مولانا محمد سجاد نے پڑھایاہے۔ حکومت ہند کو بھیج دیا گیا(مولانا محمد سجاد-حیات وخدمات ص ۱۳۲،۱۳۱☆حیات سجاد ص ۱۳۹ مضمون مولانا عثمان غنی صاحب سابق ناظم امارت شرعیہ پٹنہ)

مجلس تحفظ ناموس شریعت کے سربراہ

☆شاردا ایکٹ (تحدید عمر ازدواج اور سول میرج قانون) کے پاس ہونے کے بعد جمعیۃ علماء ہند نے آئندہ کے خطرات کے انسداد کے لئے "مجلس تحفظ ناموس شریعت" قائم کی، اوراس کا ناظم حضرت مولانا محمد سجاد صاحبؒ کو بنایا گیا، آپ نے اس مجلس کے ذریعہ دیگر بہت سے کاموں کے علاوہ دہلی کی وہ مساجد اوراوقاف کی جائیدادیں جو مرکزی یاصوبائی حکومتوں کے قبضے میں چلی گئی تھیں، ان کی واگذاری کی تحریک چلائی، اور سینکڑوں مساجد اوراوقاف کو آزاد کرایا۔

آپ نے مساجدواوقاف کے متعلق مرکزی اسمبلی میں سوال کرایاتو معلوم ہوا کہ حکومت ہند کے قبضہ میں تقریباًپانچ سو(۵۰۰)مساجد ہیں، اوقاف کے متعلق کوئی جواب نہیں ملا۔

(حیات سجاد ص ۱۴۰،۱۳۹ مضمون مولانا عثمان غنی صاحب)

سیاسی انتخابات میں شرکت کی تجویز

☆جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے ترک موالات کا فتویٰ آپ نے ہی مرتب کیا تھا، اس میں مجالس مقننہ کا بھی مقاطعہ کیا گیا تھااوراس کی روشنی میں پارلیمانی انتخابات میں مسلمانوں کی شرکت ممنوع تھی۔۔۔لیکن اس کے بعد ایسے ارکان منتخب ہو کر مجالس قانون ساز میں پہونچے جن کو اپنے دین وملت اور ملک وقوم کی کوئی پرواہ نہیں تھی ،اس سے ملت کو سخت نقصانات پہونچے، جس کی وجہ سے کئی لوگ ضرورت محسوس کرنے لگے تھے کہ اس مقاطعہ کا خاتمہ ہونا چاہئے ، تاکہ ملک وملت سے محبت کرنے والے لوگ مجالس مقننہ میں پہونچ سکیں، مولانا محمد عثمان غنیؒ اس کی روداد بیان فرماتے ہیں کہ:

"حضرت مولانا نے فرمایا کہ جب تک جمعیۃ علماء ہند مقاطعہ کی تجویز واپس نہ لے لے اس وقت تک ہم لوگ کس طرح کسی کی تائید یا حمایت کرسکتے ہیں، میں نے عرض کیا کہ مجالس مقننہ کے ارکان کی جو روش ہے اس کو دیکھتے ہوئے مقاطعہ کو قائم رکھنا جائز قرار نہیں دیا جاسکتا، "اذا ابتلی ببلیتین فاخترا ھونھما" پر عمل کرنا چاہئے، مثال میں ہم نے قاضی احمد حسین صاحب کے وقف بل کی ناکامیابی کو بیان کیا کہ صرف مسلمان ارکان کی حکومت پرستی نے اس مفید بل کو ناکام بنادیا، نیز مرکزی اسمبلی کے بعض ارکان جیسی حرکتیں کررہے تھے، ان کو عرض کیا۔

حضرت مولانا نے فرمایا کہ تم جریدۂ امارت میں لکھو، اگر جمعیۃ علماء ہند اپنی عائد کردہ پابندی ہٹالے تو پھر آئندہ حصہ لیا جائے گا، چنانچہ راقم الحروف نے جریدۂ امارت میں مضامین لکھنا شروع کردیا، اس کے بعد نقیب میں بھی کچھ مضامین لکھے۔

حضرت مولانا کی عادت تھی، کہ جس معاملہ میں ان کا قلب مطمئن ہوجاتا تھا، پھر اس کو جلد سے جلد انجام دینے کی کوشش کرتے تھے، چنانچہ اس معاملہ میں بھی جب ان کا قلب مطمئن ہوگیا، توانہوں نے جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کے اجلاس (منعقدہ ۱۴تا۱۶ / جنوری ۱۹۳۴ء مرادآباد) میں مجالس مقننہ میں شرکت کی تجویز پیش کردی جو منظور ہوگئی۔

اس کے بعد ربیع الاول ۱۳۵۳ھ میں امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ میں بھی حضرت مولانا نے اس تجویز کو منظور کرالیا اور اسی تجویز کی بنیاد پر امارت بورڈ کی تشکیل عمل میں آئی اور امارت شرعیہ نے پہلی بار انتخاب میں حصہ لیا (حیات سجاد ص ۱۴۳، ۱۴۲ مضمون مولانا عثمان غنی صاحبؒ)

آزاد ہندوستان کا دستور اساسی

☆۳/ اگست ۱۹۳۱ء کو جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کے اجلاس سہارن پور میں آزاد ہندوستان کے دستور اساسی کا مسودہ "جمعیۃ علماء کا فارمولہ" کے نام سے پیش کیا گیا، جس میں تمام مذاہب کی مکمل آزادی، مسلم پرسنل لاء کی حفاظت، اور مسلمانوں کے مخصوص مقدمات مسلم قاضیوں سے فیصل کرائے جانے کی وضاحتیں شامل تھیں، یہ فارمولہ بھی حضرت مولانا سجاد صاحب کی دماغی کاوشوں کا نتیجہ تھا (حیات سجاد ص ۱۵۰ مضمون مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ، ☆مولانا ابو المحاسن سجاد -حیات وخدمات ص ۲۹۷ مضمون مولانا اسرار الحق قاسمی)

قانون فسخ نکاح کی تسوید

☆اِسی طرح مرادآباد کے اجلاس (۱۹۳۶ء) میں مسودۂ قانون فسخ نکاح کی تیاری کی ذمہ داری حضرت مولانا سجاد کو دی گئی، اور آپ نے نہایت بالغ نظری کے ساتھ مسودہ مرتب فرمایا۔

نظارت امور شرعیہ کا مسودہ

☆جمعیۃ علماء ہند نے ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء میں جو نظارت امور شرعیہ کا منصوبہ پیش کیا جس میں حکومت سے ایک ناظر امور اسلامی کے عہدہ کی بحالی کا مطالبہ کیا گیا تھا، یہ تجویز بھی دراصل حضرت مولانا سجاد صاحب کی تھی، اور انہوں نے ہی اس کا مسودہ بھی تیار کیا تھا، بعد میں اس پر غور و خوض کرنے کے لئے جو سب کمیٹی بنائی گئی اس کے روح رواں اور داعی بھی آپ ہی تھے، یہ اسکیم مولانا سجاد صاحب نے ۱۹۳۷ء ہی میں پیش فرمائی تھی، جیسا کہ قانونی مسودے میں اس پر درج تاریخ سے معلوم ہوتا ہے، جو ۱۹۳۹ء کے اجلاس میں منظور ہوئی، یہ پورا مسودہ مولانا محمد میاں صاحب کی کتاب "جمعیۃ علماء کیا ہے؟ اور مولانا سجاد کے قانونی

مسودات کا مجموعہ "قانونی مسودے" میں موجود ہے (جمعیۃ علماء کیا ہے؟ (ضمیمہ) حصہ دوم ص ۵ تا ۸ مرتبہ مولانا محمد میاں صاحب، مطبوعہ ہمدرد پریس دہلی ☆ قانونی مسودے ص ۴۱ تا ۴۵ جمع وترتیب مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ)

واردھا تعلیمی اسکیم کا جائزہ

☆اسی اجلاس میں حکومت کی واردھا تعلیمی اسکیم پر بھی غور کیا گیا اوراس کے نقائص کا جائزہ لیتے ہوئے ایک جامع رپورٹ تیار کی گئی، یہ رپورٹ بھی مولانا محمد سجاد کی نظر وفکر کی شاہکار ہے

(جمعیۃ علماء کیا ہے؟ حصہ دوم ص ۱۳ تا ۱۷ مرتبہ مولانا محمد میاں صاحب)

نہرو رپورٹ کا بائیکاٹ

☆لندن پارلیامنٹ میں برطانوی وزیراعظم نے تقریر کی جس میں ہندوستانیوں کی غیرت کو چیلنج کیا گیا کہ اگر ہندوستان آزادی کا مطالبہ کرتا ہے تو چاہئے کہ وہ ایک دستور تیار کرکے پیش کرے، ہم اس کو منظور کرلیں گے، اس چیلنج کے جواب میں موتی لال نہرو کی سرکردگی میں ایک کمیٹی بنائی گئی، جس نے ایک دستوری خاکہ مرتب کیا، جو نہرو رپورٹ کے نام سے مشہور ہوا، بدقسمتی سے اس رپورٹ پر خالص ہندو ذہنیت کا رنگ حاوی تھا، مسلمانوں کے حقوق کی رعایت ملحوظ نہیں رکھی گئی تھی، اس لئے جمعیۃ علماء ہند کے لئے اس کی تائید ممکن نہیں تھی، کانگریس نے نہرو رپورٹ پر غوروخوض اوراس کی منظوری کے لئے لکھنؤ میں ۱۹۲۸ء کے آخر میں آل پارٹیز کانفرنس بلائی، جمعیۃ علماء ہند کو بھی دعوت ملی، جمعیۃ نے اپنا ایک نمائندہ وفد کانفرنس میں شرکت کے لئے روانہ کیا، جس میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ، مولانا عبدالحلیم صدیقی، مولانا حسرت موہانیؒ، مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ، مولانا محمد شفیع فرنگی محلیؒ، مولانا محمد عرفانؒ، اور مولانا ریاست حسینؒ شامل تھے، جمعیۃ علماء ہند کے نزدیک نہرو رپورٹ میں گیارہ (۱۱) بنیادی خامیاں تھیں، جن سے مسلمانوں کی حق تلفی ہوتی تھی، ارکان وفد نے ان خامیوں کو اجاگر کیا، اور نہرو رپورٹ سے اپنی بیزاری کا اعلان کیا، اس موقعہ پر مولانا سجاد صاحبؒ کی آئین شناشی کے جوہر کھل کر سامنے آئے، اور آپ نے جمعیۃ بلکہ تمام مسلمانان ہند کی مضبوط نمائندگی فرمائی (مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد-حیات وخدمات ص ۲۹۵ مضمون مولانا اسرار الحق قاسمی)

جمعیۃ علماء ہند کی قیادت کا مسئلہ

☆مولانا سجادؒ یوں تو ایک متواضع شخص تھے لیکن مشکل وقتوں میں آپ جمعیۃ کے لئے مضبوط ڈھال بن جاتے تھے، آپ کی دلیلوں اور حکمت عملی کا کوئی جواب نہیں تھا، ایک موقعہ پر جمعیۃ علماء میں مسٹر اور مولانا کی جنگ چھڑ گئی، کچھ لوگ چاہتے تھے کہ جمعیۃ پر سے علماء کا غلبہ ختم کیا جائے اور قیادت میں انگریزی داں طبقہ کو بھی شامل کیا جائے، مولانا محمد علی جوہرؔ جو حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلیؒ کے فیض صحبت وارادت سے مسٹر سے مولانا بن گئے تھے، کچھ لوگ ان کو جمعیۃ علماء ہند کا صدر بنانا چاہتے تھے، اس موقعہ پر مفتی کفایت اللہؒ، مولانا محمد سجادؒ اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ وغیرہ نے شدت کے ساتھ ان کوششوں کی مخالفت کی، ان حضرات کی ہمیشہ یہ رائے رہی کہ یہ علماء کی جماعت ہے، اس کے کلیدی عہدوں پر صرف علماء فائز ہوسکتے ہیں، مولانا سجاد صاحب کو اس کی بھاری قیمت بھی چکانی پڑی، ان کے بہت سے قریب ترین لوگ دشمن بن گئے، لیکن مولانا کے پائے استقامت میں فرق نہیں آیا۔

(مولانا ابو المحاسن محمد سجاد-حیات وخدمات ص ۱۳۶ مضمون مولانا شاہ محمد عثمانی)

بے لوث خدمات

☆غرض جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے حضرت مولانا سجادؒ نے بے شمار دینی، ملی وقومی خدمات انجام دیں، اور کبھی کسی صلہ یا ستائش وتحسین کے طلبگار نہیں ہوئے، بے لوث خدمات کا وہ ریکارڈ قائم کیا کہ شاید تنظیموں اور جماعتوں کی تاریخ میں ایک دو ہی ایسی مثال مل سکے گی، ہر طرح کے استحقاق اور لوگوں کے اصرار کے باوجود کبھی اپنے لئے کوئی عہدہ قبول نہیں فرمایا، کسی عہدہ کے بغیر بھی جماعت کی روح رواں بنے رہے، ذمہ دار قائدین گرفتار ہوجاتے تو ان کی ذمہ داریاں بھی آپ اٹھاتے تھے، کئی بار جمعیۃ علماء ہند کے ناظم اعلیٰ کے فرائض انجام دیئے، مولانا احمد سعید دہلوی جب بھی گرفتار ہوکر جیل گئے تو حضرت مولانا ابو المحاسن سجاد ہی قائم مقام ناظم عمومی بنائے گئے۔

(مولانا ابو المحاسن سجاد-حیات وخدمات ص ۲۹۳ مضمون مولانا اسرار الحق قاسمی سابق ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند)

بحیثیت ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند

☆ جمعیۃ علماء ہند کے بارھویں اجلاس عام (منعقدہ جونپور ۲۹،۲۸/ ربیع الثانی وکیم جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ مطابق ۹،۸،۷/ جون ۱۹۴۰ء) میں جمعیۃ علماء ہند کے جدید دستور العمل کے پیش نظر جب حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ صدر منتخب کیے گئے، تو حضرت مولانا سجاد کو ناظم عمومی کے عہدہ کے لئے منتخب کیا گیا، آپ نے ہر چند انکار کیا، امارت شرعیہ، جمعیۃ علماء بہار اور دیگر مصروفیات کا عذر پیش فرمایا، لیکن ورکنگ کمیٹی کے بے حد اصرار پر بالآخر قبول کرنا پڑا، اس کے بعد تا حیات (۱۷/ شوال المکرم ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۸/ نومبر ۱۹۴۰ء) اس عہدہ پر فائز رہے۔ (حیات سجاد ص ۱۵۰ مضمون مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ)

تذکرہ جمعیۃ علماء ہند کی تصنیف

☆ مگر رسمی نظامت کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد حیات مستعار کے صرف چند ماہ باقی رہ گئے تھے، بمشکل پانچ (۵) ماہ زندہ رہے، اس دوران جمعیۃ کے معمول کی خدمات (اندرونی تنظیم اور بیرونی نشر واشاعت (یہ مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ کے الفاظ ہیں (حیات سجاد ص ۱۵۱)) کے علاوہ آپ نے بڑا کام یہ کیا کہ (مولانا احمد سعید دہلویؒ کے الفاظ میں):

"صرف دو دن میں انہوں نے جمعیۃ علماء کی بیس (۲۰) سالہ زندگی کی ایک مختصر تاریخ لکھ دی"

(حیات سجاد ص ۱۰۹ مضمون سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ)

مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ نے اس تاریخی اور دستاویزی کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے:

جمعیۃ علماء کی بیس (۲۰) سالہ تبلیغی، دینی، سیاسی، اجتماعی خدمات اور عملی جدوجہد کا ایک مرقع تالیف فرمایا، جو "تذکرہ جمعیۃ علماء ہند" کے نام سے معنون کیا گیا، اور یہ عجیب بات پیش آئی کہ باوجود اس امر کے کہ اس "تذکرہ" میں جمعیۃ علماء ہند کی گذشتہ خدمات کی فہرست مرتب کرنے اور مسلمانان ہند کے سامنے ان خدمات کی تفصیل کو یکجا کر کے ان کی توجہ کو جمعیۃ علماء ہند کی طرف زیادہ متوجہ کرنے کے سوائے اور کچھ نہ تھا مگر حکومت

دہلی اس کو بھی برداشت نہ کر سکی، اور فوراً اس کو ضبط کر لیا، اور دفتر کی تلاشی لیکر اس کی تمام کاپیاں حاصل کر لیں، اور ساتھ ہی حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب کا وہ معرکۃ الآراء خطبۂ صدارت بھی ضبط کر لیا جو جون پور کے اجلاس کی بہترین یادگار ہے"

(حیات سجاد ص ۱۵۱ مضمون مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ)

افسوس اس دستاویزی کتاب کی ایک کاپی بھی شاید آج محفوظ نہیں ہے، اگر یہ تذکرہ محفوظ رہتا تو ہمیں یقین ہے کہ یہ جمعیۃ علماء ہند کی سب سے مستند تاریخ ہونے کے علاوہ فن تاریخ نویسی کا بھی شاہکار نمونہ ہوتا۔لکن قدر اللہ ماشاء۔

جمعیۃ علماء ہند کے لئے نئی منصوبہ بندی

☆نظامت اعلیٰ کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد آپ نے جماعت کے لئے نئی اسکیمیں اور نئے خطوط وضع فرمائے، آپ چاہتے تھے کہ نئے حالات میں نئے طور وطریق اختیار کرنے اور نئے مسائل کے لئے نئے اسلحوں سے لیس ہونے کی ضرورت ہے، اس کے لئے انہوں نے ایک جامع خاکہ مرتب کیا تھا، اور عملی اقدامات شروع ہی کئے تھے، کہ رب العالمین کی طرف سے بلاوا آگیا، مولانا سجادؒ کے اولین تذکرہ نگار مولانا عظمت اللہ ملیح آبادیؒ رقمطراز ہیں:

"مولانا نے جمعیۃ علماء ہند کے توسیعی نظام کے سلسلے میں ایک مستقل پروگرام بنایا تھا، وہ عام مسلمانوں کو جمعیۃ علماء سے وابستہ کرنا چاہتے تھے، اس مشغولیت میں مولانا کی بصارت اور عام صحت کمزور ہو گئی، مگر ہمت اور اولو العزمیوں میں رفعت اور بلندی ہوتی گئی"

(حیات سجاد مصنفہ مولانا عظمت اللہ ملیح آبادیؒ ص ۷)

آپ کے تلمیذ رشید اور تحریکی امور میں آپ کے شریک کار مولانا اصغر حسین صاحب بہاریؒ سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ تحریر فرماتے ہیں:

"امسال (۱۹۴۰ء) حضرت نائب امیر شریعت کو جمعیۃ علماء ہند نے ناظم اعلیٰ مقرر کیا تھا، اور

اگرچہ آپ کی ذات اس عہدہ سے پیشتر بھی جمعیۃ کے لئے روح رواں تھی، لیکن جب ارکان جمعیۃ کے اصرار سے اس عہدۂ نظامت کی باگ ہاتھ میں لی تو ایک جدید اسکیم کے ماتحت نئے اسلوب سے جمعیۃ کے چلانے کا کام شروع کر دیا تھا کہ ایسے نازک وقت میں ایثار و عزم کا یہ پیکر مجسم ہمیشہ کے لئے ہم سے رخصت ہو گیا (محاسن سجاد ص ۲۹)

حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ رقمطراز ہیں:

"جمعیۃ علماء ہند کی نظامت اعلیٰ کو سنبھالے ہوئے ابھی چند ہی مہینے ہوئے تھے اور جمعیۃ علماء کے نظام میں اپنے عہدہ کے پیش نظر تھوڑا ہی قدم بڑھایا تھا کہ پیغام اجل آپہونچا اور اس مرد حق نے اپنے رفقاء کار کو ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتا ہوا چھوڑ دیا"

(حیات سجاد ص ۱۵۴ مضمون مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ)

جمعیۃ علماء ہند کے دماغ

☆اس طرح مولانا سجاد صاحب جمعیۃ علماء بہار (۱۹۱۷ء) سے جمعیۃ علماء ہند (۱۹۱۹ء) تک اور پھر اس کے بعد سے تاحیات (۱۹۴۰ء تک) تقریباً تئیس (۲۳) سالوں تک جمعیۃ علماء ہند کے روح رواں رہے، بناء سے قیام واستحکام اور زلف و گیسو کی آراستگی تک ہر ہر جزو میں مولانا سجادؒ کا سوز دماغ اور خون جگر شامل رہا، در حقیقت وہ جمعیۃ علماء ہند کے دماغ اور مرکز اعصاب تھے، مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

"میں ہمیشہ سنا کرتا تھا کہ مولانا جمعیۃ علماء کے دماغ ہیں (محاسن سجاد ص ۴۹ مضمون مولانا امین احسن اصلاحی)

☆جمعیۃ علماء ہند کی اکثر تجاویز، منصوبے اور فارمولے مولانا سجادؒ ہی کے مرتب کردہ ہیں۔

(مولانا ابو المحاسن سجاد-حیات و خدمات ص ۲۹۳ مضمون مولانا اسرار الحق قاسمی سابق ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند)

سانحۂ ارتحال پر تعزیتی قرارداد

غرض آپ کی عمر عزیز کا ایک ایک لمحہ قوم و ملت کی خدمت میں صرف ہوا، آخر زندگی بھر

کے تھکے ہارے مسافر نے ١٧/شوال المکرم ١٣٥٩ھ مطابق ١٨/نومبر ١٩٤٠ء کو سوموار کے دن ہمیشہ کے لئے اپنی آنکھیں موندلیں، اور خانقاہ مجیبیہ کے قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے۔

جمعیۃ علماء ہندنے آپ کے سانحۂ ارتحال پر اپنی مجلس عاملہ (منعقدہ ٥/تا٦/ جنوری ١٩٤١ء زیر صدارت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ صدر جمعیۃ علماء ہند) میں درج ذیل قرارداد تعزیت منظور کی جس کا ایک ایک لفظ آپ کی عظمت شان کو ظاہر کرتا ہے:

تجویز:-جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا یہ جلسہ زعیم الامت، مجاہد ملت، مفکر جلیل، عالم نبیل، حضرت مولانا ابوالمحاسن سید محمد سجاد صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند ونائب امیر شریعت صوبہ بہار کی وفات پر (جو ١٨/شوال ١٣٥٩ھ کو پھلواری شریف میں ہوئی) اپنے عمیق رنج واندوہ کا اظہار کرتا ہے، اور اِس سانحۂ روح فرسا کو مسلمانانِ ہند کے لئے ناقابل تلافی نقصان سمجھتا ہے۔ مولانا کی ذات گرامی مذہب وملت اور اِسلامی سیاست کے ماہر خصوصی تھی، ان کی مذہبی، قومی، وطنی خدمات صفحاتِ تاریخ پر آبِ زر سے لکھی جائیں گی، اور مسلمانانِ ہند اُن کو کبھی فراموش نہیں کریں گے۔

حضرت مولانا ابوالمحاسن سید محمد سجاد بہاریؒ غیر معمولی علمی و عملی اور فکری صلاحیتوں کا مجموعہ تھے، اور جمعیۃ علماء ہند کا بیش قیمت سرمایہ تھے، اُن کی کمی کو شدت سے محسوس کیا گیا۔ یہ مجلس مولانا کی اہلیہ محترمہ اور۔۔۔ دیگر اعزاء کے ساتھ اپنی دلی ہمدردی ظاہر کرتی ہے، اور رب العزت جل شانہ کی بارگاہ میں دست بدعا ہے کہ مولانا کو جنت الفردوس میں جگہ دے، اور اُن کی تربت کو اپنی رحمتوں کی بارش سے سیراب کرے، آمین"۔

(شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کی سیاسی ڈائری ٣/١٥٤، ١٥٣)

پھر جمعیۃ علماء ہند کے تیرہویں اِجلاس لاہور (منعقدہ ١٣٦١ھ مطابق ١٩٤٢ء) میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اپنے خطبۂ صدارت میں اپنے قلبی تأثرات ان الفاظ میں بیان فرمائے:

حضرات! رفقاء کار کے اِس اجتماع میں ہم حضرت مولانا ابوالمحاسن سید محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم اور برگزیدہ شخصیت کو فراموش نہیں کرسکتے، جنہوں نے گذشتہ تیس(۳۰) سال میں مسلمانانِ ہند کی زبردست خدمات انجام دی ہیں۔ اِسی عرصہ میں مسلمانانِ ہند کی تمام اہم مذہبی اور سیاسی تحریکات میں کوئی ایک تحریک بھی ایسی نہیں ہے جس میں مرحوم نے پورے جوش اورسرگرمی کے ساتھ نمایاں حصہ نہ لیا ہو۔ جمعیۃ علماء ہند میں اُن کی شخصیت بہت اہم تھی، اُنہوں نے اپنی تمام زندگی جمعیۃ علماء کی خدمت اور اُس کو ترقی دینے کے لئے وقف کردی تھی، اپنی زندگی کے آخری دور میں مرحوم جمعیۃ علماء ہند کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے، اُن کی وفات مسلمانوں کے لئے عموماً اور جمعیۃ علماء ہند کے لئے ایک ایسا قومی وملی سانحۂ عظیم ہے جس کی تلافی نہیں ہوسکتی"۔

(شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی سیاسی ڈائری ۱۵۶/۳)

پھونک کر اپنے آشیانے کو　　　روشنی بخش دی زمانے کو

اختر امام عادل قاسمی

۲۸/ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۷/ دسمبر ۲۰۱۸ء